رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

THE ALHAKAM QADIAN

قادیان

دور جدید

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
بزو دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

چندہ سالانہ
حکومت اور والیان ریاست سے مار
امراء اور رؤساء سے ھھ
معاونین سے عـہ ر
عوام سے صہ ر
ممالک غیر سے ۱۲ ر

مدینۃ المسیح
قادیان دارالامان سے
ہر انگریزی ماہ کی ۷ر ۱۴ر ۲۱ر ۲۸ر تاریخ خدا
کے فضل اور رحم کے ساتھ
شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲ر

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۳۸ | ۱۲ر ربیع الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴ر جون ۱۹۳۵ء یوم جمعہ | نمبر ۲۱

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

احراری قتل وغارت پر اتر آئے

قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ پشاور پر پستول سے حملہ کر دیا

قاتل گرفتار کر لیا گیا۔ اور قاضی صاحب کو خدا نے بال بال بچا لیا

قاضی صاحب کے خلاف احراری اخبارات کچھ عرصہ سے نہایت بیحیایانہ پروپیگنڈا کر رہے تھے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے اور آپ کو ایک عورت کا نوکر اور اس کا نال کھانیوالا کہا (نعوذ باللہ) قاضی صاحب جیسے فدائے رسول انسان پر اس قسم کی کمینہ تہمت تراشنا۔ انہی لوگوں کا کام ہے جن کے دل میں درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت نہیں۔ جو لوگ قاضی صاحب کو جانتے ہیں وہ خوب اچھی طرح واقف ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کس قسم کی غیرت رکھتے ہیں۔ اور اسلام کے لئے کس قسم کا درد اور غیرت۔ غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ان کے مباحثات ان کے ٹریکٹ اور رسالے اور ان کی جانی و مالی قربانیاں ان کے عشق رسول کی کھلی دلیلیں ہیں۔ مگر احرار کو اس سے کیا۔ ان کو کسی نہ کسی طرح احمدیوں کا خون بہانا مقصود ہے۔ چنانچہ انھوں نے قاضی صاحب کے خلاف خطرناک پروپیگنڈا کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۹ر جون کو جبکہ قاضی صاحب قصہ خوانی بازار سے گزر رہے تھے۔ ایک احراری والنٹیر نے جس کا نام عبدالعزیز بتلایا جاتا ہے۔ **قاضی صاحب پر پستول سے قاتلانہ حملہ کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت نے گولی کو پستول کے اندر ٹیڑھا کر دیا** اور اسطرح قاضی صاحب بال بال بچ گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

حملہ آور قاتل کو محمد عجیب خان اور میاں محمد یوسف صاحب احمدیان نے موقع پر گرفتار کر لیا۔ اور پولیس کے حوالے کر دیا۔ سنا گیا ہے کہ ملزم نے پہلے اقرار کیا تھا کہ پستول میرا ہے۔ مگر اب انکار کر رہا ہے۔ بہت سے احراری ملزم کی حمایت کے لئے جمع ہو کر تھانہ میں گئے۔ مگر پولیس نے ان کو تھانہ سے نکال دیا۔ احرار اپنی عادت کے مطابق دھوکہ دینے کے لئے جھوٹی افواہیں پھیلا رہے ہیں۔

چونکہ صوبہ سرحد میں ہمارے احباب کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ اور احرار جو خطرناک پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اگر اس کا فوری انسداد نہ ہوا اور اس سازش کا سراغ لگانے کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ جس کا انکشاف عبدالعزیز کے قاتلانہ حملہ سے ہوا — تو

احمدیان صوبہ سرحد کی جانیں اور مال سخت خطرے میں پڑ جائیں گے

حملہ آور یقیناً دوسروں کا آلہ کار ہے۔ اور اسے اس کام کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ اس لئے پوری تحقیقات کرنے سے سب راز کھل جانے کا یقین ہے۔

انصار الحکم کا اپنا صفحہ

چند مبارکبادیں

گذشتہ پرچے میں ہم نے آنریبل سر چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے نائٹ ہڈ بنائے جانے پر مبارک باد عرض کر چکے ہیں۔ جگہ کی تنگی کی وجہ سے بعض دیگر مبارکبادیں رہ گئی تھیں۔ جن کو آج کے نمبر میں شائع کرنے کا فخر حاصل کرتے ہیں۔

نواب

نواب کا خطاب آنریبل خان بہادر چودھری محمد الدین صاحب ممبر کونسل آف سٹیٹ و ریونیو ممبر ریاست جے پور کو دیا گیا جو ایک بڑے با خدا اور متقی انسان ہیں۔ اللھم زد فزد

خان بہادر

چودھری نعمت اللہ خان صاحب سشن جج کو خان بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ اللھم زد فزد

خان صاحب

اسی طرح ملک مولا بخش صاحب آف گوجرانوالہ کو خان صاحب کا خطاب دیا گیا ہے اللھم زد فزد

الحکم ان تمام بزرگوں کی عزت افزائی پر دلی مسرت محسوس کرتا ہوا

مبارک باد

عرض کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ ان سب بزرگوں کو اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مزید ترقیوں سے مالا مال کرے۔ آمین

شکریہ احباب

میرے بچے سید محمد احمد طالب علم جماعت دہم کی وفات پر میرے احباب نے جس قسم کی ہمدردی اور اخوت کا ثبوت مجھے دیا وہ مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔ اس حادثہ فاجعہ پر میرے احباب نے نہ صرف خطوط اور تعزیت کے پیغامات سے ہی میرے دکھ میں شرکت کی۔ بلکہ انھوں نے دعاؤں سے میری ایسی مدد کی کہ میں نے اور عزیز محمد احمد کی والدہ نے ان دعاؤں کے اثر کو کھلا کھلا محسوس کیا۔

مجھے یہ بھی یقین ہے کہ جو احباب کسی وجہ سے ظاہری طور پر مجھے خط نہیں لکھ سکے انھوں نے بھی دعاؤں سے میری مدد کی۔ ورنہ یہ صدمہ کوئی آسان صدمہ نہ تھا۔ مگر خدا کے ہاتھ نے میرے اور اس کی والدہ کے دل کو تھاما۔ اور اپنے ہاتھ سے سکون دیا

عزیز محمد احمد ایک ہونہار بچہ تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ہمارے صدمہ کو کم کر دینے کے لئے اس کی وفات کو ایک خواب کے ذریعہ ہم پر ظاہر کر دیا تھا اور اس قبل از وقت اطلاع نے ہمارے دلوں کو رضا بالقضاء کے قبول کرنے کے لئے تیار کر دیا تھا

اس بچے کی وفات پر حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے وہ تقریر مجھے سنائی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لخت جگر مبارک احمد کی وفات پر .... حضرت خلیفہ اول کو مخاطب کر کے فرمائی۔ فرمایا:۔

”خوشیوں کے موقع بھی کبھی کبھی ملا کرتے ہیں ۱۸ سال کے بعد ہمیں یہ موقع ملا ہے (بشیر اول کی وفات مراد ہے) ...... اللہ تعالیٰ نے انسان کی اصلاح کے لئے دو قانون رکھے ہیں ایک شریعت کا دوسرے قضا و قدر کا۔ لہذا جس قدر خداوند کریم اپنے بندے کی اصلاح کرنا چاہتا ہے کر دیتا ہے ایسی ایک مصیبت چالیس سال کی نماز سے بڑھ کر ہے“

یہ روایت مفصل الحکم کے خاص نمبر میں شائع ہو چکی ہے اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اس کی تصدیق فرمائی ہے۔ میں نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس خطبہ کو سنا اور اس زمانہ کے راستباز نبی کے صبر کو دیکھا۔ تو خدا نے میرے اور میری بیوی کے دل کو خود تھام لیا اور صبر کی توفیق دی۔ بس میں اس صدمہ میں بھی کہتا ہوں انا للہ وانا الیہ راجعون اور جن احباب نے حاضر ہو کر یا غائبانہ کسی رنگ میں بھی میرے ساتھ ہمدردی کی۔ ان کے لئے اپنے دل میں جذبہ شکر و امتنان پاتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان کو ہر قسم کے مکروہات سے بچائے۔ احباب کے خطوط کا میں الگ الگ جواب نہیں دے سکتا۔ اسلئے امید ہے کہ میری طرف سے اس جذبہ شکر گذاری کو قبول فرمائیں گے۔ والسلام (خاکسار سید غلام غوث پنشنر قادیان)

مچی ہے دھوم میرے میرزا کی

(از جناب چودھری محمد علی خان صاحب اشرف ہیڈ ماسٹر)

عجب صورت ہے میرے دلربا کی
ادا اُس خوش ادا کی ہر بلا کی

مثال اُسکی نہیں ملتی جہاں میں
پھرے ہم چھانتے خلقت خدا کی

بنے اُسکی گلی میں میرا مدفن
کہ جسپہ مینے اپنی جاں فدا کی

میسحائے زماں کا ہے جو مسکن
زیارت گاہ ہے خلق خدا کی

بلاشک روکش جنت ہے، وہ گھر
برستی ہے وہاں رحمت خدا کی

جہاں کے گوشہ گوشہ میں جو دیکھو
مچی ہے دھوم میرے میرزا کی

مسیحا برکتیں نازل ہوں تجھپر
ہدایت تونے کی خلق خدا کی

خداکیواسطے مہدی کو مانو
بلاتا ہے طرف راہِ ہدیٰ کی

دعا سے اسکی مردے جی اُٹھے ہیں
مرے وہ جن کے حق میں بد دعا کی

وہ تھا جانِ محمدؐ روحِ احمدؐ
وہ تھی تصویر خلق مصطفیٰؐ کی

کہا جسنے اُسے سردار عالم
شہنشاہِ دو عالم کی ثنا کی

خدا کا شکر سو جاں سے اشرف
کہ جس نے ہم کو یہ نعمت عطا کی

ٹھوس کام اسے کہتے ہیں!

گذشتہ سال دفتر الحکم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے سلسلہ میں

۷۰۴ روایات

جمع کی ہیں۔ اور صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ میں **اکیس** صحابیوں کے حالات لکھے ہیں اور **انیس** احباب کی قبولیت دعا کے تذکرے شائع کئے ہیں۔ اگر آپ کے نزدیک یہ واقعی **مفید** اور **ٹھوس** کام ہے تو میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پھر آپ اس کی **اشاعت بڑھا کر** اس امر کا ثبوت دینگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت **کی اشاعت کا سچا جذبہ اور عشق اپنے اندر رکھتے ہیں**۔ اسکے لئے کوئی بڑا بوجھ آپ پر نہیں رکھتا۔ صرف **ایک پیشگی قیمت دینے والے خریدار سے مدد فرمائیں**

(محمود احمد عرفانی)

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

حضرت میر مہدی حسین صاحب موج کی زبان سے

حضرت میر مہدی حسین صاحب موج سلسلہ کے پُرانے خادموں میں سے ہیں۔ اور ان بزرگوں میں سے ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چاکری کا فخر حاصل ہوا۔ اور جنھوں نے حضور کو بہت قریب ہو کر دیکھا۔ حضرت میر صاحب ایک عابد اور زاہد آدمی ہیں۔ اور ان لوگوں سے ہیں۔ جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ سنتا اور قبول کرتا ہے۔ گذشتہ سال حضرت میر صاحب آبادان۔ ایران میں اپنے خرچ سے تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ باوجود اس کے کہ وہ عمر رسیدہ بزرگ ہیں اور ان کی بینائی بہت کم ہو چکی ہے۔ مگر اشاعت دین کا جوش ان کو اس بڑھاپے میں سمندر پار لے گیا بیوی بچوں کو خدا تعالیٰ کے حوالے کر کے عمر کے اس حصے میں ان کا یہ سفر بہت قابل قدر تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبولیت کے ہاتھوں لے۔ حضرت میر صاحب کی کچھ روایات ان کے اس جوان عنصر کے تذکرے کے ساتھ میں آج کی اشاعت میں درج کر رہا ہوں۔

میر صاحب کے واقعات کا رنگ بالکل ایک اور رنگ کا ہے۔ جس میں انھوں نے تبلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کے کاموں کو کس طرح سرانجام پہنچا دیتا تھا۔ (ایڈیٹر)

۱

نماز استسقا کی ضرورت ہی نہ پڑی

ایک دفعہ گرمی بہت پڑی حضور نے فرمایا

گرمی بہت بڑھ گئی ہے لوگوں سے کہدو کہ کل نماز استسقاء ہو گی۔

مجھے بہت خوشی ہوئی کہ میں حضرت اقدس کے ساتھ استسقاء پڑھوں گا۔ جو وقت حضور نے نماز کے لئے اعلان فرمایا وہ شام کا وقت تھا۔ مگر چار بجے صبح بارش اسقدر ہوئی کہ گرمی کم ہو گئی صبح کو جب حضور تشریف لائے تو فرمایا کہ

اب تو بارش ہو گئی ہے۔ اور گرمی کم ہو گئی ہے۔

اسطرح بغیر استسقا کی نماز پڑھنے کے اللہ تعالیٰ نے بارش کر دی۔

۲

اپنے مقام پہ پہنچو ورنہ خرابی ہو گی

ایکدفعہ میں پیر سراج الحق صاحب مرحوم و مغفور کے ساتھ بعد نماز فجر کچھ باتیں کرتا ہوا۔ ان کی سیڑھیوں پر جا کھڑا ہوا۔ وہیں کھڑے کھڑے مجھے غیبی طور پہ کہا گیا کہ

اپنے مقام پہ پہنچو ورنہ خرابی پیش آئے گی۔

میں فوراً گفتگو ترک کر کے ڈیوڑھی پر پہنچ گیا۔ جہاں میں متعین تھا۔ مجھ سے آگے آگے۔ خان محمد اکبر صاحب مرحوم و مغفور داخل ہوئے۔ جو بازار سے گوشت وغیرہ لائے تھے۔ محمد اکبر خان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پوچھا کہ

یہاں مہدی حسین ہے؟

محمد اکبر خان نے کہا کہ کہیں دوکان پر کھڑا ہو گا۔ میں بھی اتنے میں پہنچ گیا۔ میں نے عرض کی کہ حضور میں حاضر ہوں۔ تو اکبر خان پھر بول پڑے کہ ابھی کہیں سے آگیا ہے۔ میں اس امر سے بچنا چاہتا تھا۔ حضرت اقدس نے یہ سنکر مجھے کچھ نہ کہا اور فرمایا کہ یہ **قرآن شریف لو۔ اور حکیم فضل الدین صاحب سے فلاں آیت پوچھ کر نشان دہی کرالو۔**

"میں نے حضور علیہ السلام سے قرآن شریف تو لیلیا لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہوا کہ کاش میں قرآن شریف حفظ کر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں آتا تو دوسرے شخص کے پاس اسوقت جانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ میرا قدم آگے نہ اٹھتا تھا۔ اور یہ قلق میرے دل پر غالب ہو گیا۔

میں نے دل میں دعا کی کہ اے خدا تو مجھ کو وہ آیت تبلا دے۔ یہ کہکر میں نے قرآن شریف جو کھولا۔ تو میری نظر اس آیت پر پڑی جس کا مطالبہ حضور نے فرمایا تھا۔ میں دل میں خوش ہوا کہ یہی آیت ہے۔ مگر یہ خدشہ گذرا۔ کہ کہیں حضور کی نافرمانی نہ ہو۔ اسلئے ذرا تامل کیا۔ مگر پھر جسارت کر کے حضور کے سامنے قرآن شریف پیش کر دیا کہ حضور یہ آیت ہے۔ حضور نے پھر فرمایا کہ "حکیم فضل دین صاحب سے دریافت کرو" میں نے پھر عرض کی کہ حضور کیا دریافت کروں آیت تو یہی ہے۔ حضور نے میرے ہاتھ سے قرآن شریف لے کر دیکھا اور فرمایا ہاں **ٹھیک ہے۔** اور اوپر تشریف لے گئے

میںنے خدا کا شکر کیا کہ حضور کی برکت سے میری دعا قبول ہوئی اور غیر حاضری کے الزام سے بھی بچ گیا۔

۳

خدا نے سب کام آسان کر دیا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے مکان کے لئے حضرت میر ناصر نواب صاحب نے وزیرآباد سے لکڑی خریدی اور بلٹی مجھے دی اور فرمایا کہ حضور کا حکم ہے کہ اس کو بٹالہ سے چھڑوا کر اور گاڑی سے اتروا کر قادیان لاؤ۔

میں علی الصباح اٹھ کر بٹالہ کو روانہ ہوا۔ اور دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ حضرت امام علیہ السلام کے کام کے لئے باہر جا رہا ہوں۔ قریباً صبح سات بجے بٹالہ اسٹیشن پر پہنچ گیا۔ اسٹیشن پر مجھے لکڑی نظر نہ آئی۔ اسوقت وہاں کوئی ریلوے ملازم بھی نظر نہ آیا۔ میںنے خیال کیا کہ گاڑی شاید دوپہر یا رات کو آئے اور میں اتنا عرصہ بیکار رہنے کی بجائے شہر ہو آؤں۔ غرض شہر کو چلدیا۔ جب میں دوسری سرائے کے قریب پہنچا تو مجھے غیبی طور پر ایک دھکا لگا۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ پیچھے ہٹو۔ میں نے محسوس کیا کہ میرے کام میں کوئی نقص ہے۔ پھر اسٹیشن پر واپس آگیا۔ تو بابو اور چوکیدار وغیرہ موجود تھے۔ میںنے بابو سے بلٹی کے متعلق دریافت کیا۔ بابو نے بلٹی دیکھ کر کہا کہ یہ گاڑی فلاں جگہ کھڑی ہے۔ اور اسے جلدی خالی کرالو۔ ورنہ ایک روپیہ فی گھنٹہ محصول پڑنے لگے گا۔ میں جلدی سے مزدوروں کی تلاش میں نکلا۔ سٹیشن کے قریب ہی شیخ عبدالرشید صاحب احمدی سوداگر ملے۔ ان سے میں نے مزدور مانگے انھوں نے مجھے چار مزدور بازار سے آواز دیکر بلا دیئے۔ اور مزدوری دو روپے مقرر کی میں مزدوروں کو لے کر سرائے کے پاس ہی تک گیا تھا تو مجھے پھر ایک دھکا سا محسوس ہوا۔ کہ کوئی کہتا ہے کہ پیچھے ہٹو۔ میں نے پھر سمجھا کہ میرے کام میں کوئی نقص ہے۔ میں نے ان مزدوروں کو چھوڑ دیا۔ اور خود ...... [illegible] گھر گیا۔ وہاں سید امیر علی شاہ صاحب سیالکوٹی کورٹ انسپکٹر مقیم تھے۔ میںنے جب ان کو مزدوروں کیلئے کہا تو انھوں نے کہا کہ میرے پاس مزدور نہیں ہیں تم قادیان سے کیوں مزدور نہیں لے کر آئے۔ میںنے کہا کہ اگر گاڑی نہ آئی ہوتی تو میں قادیان سے مزدور لے آتا۔ اسپر انھوں نے ایک ٹھیکہ دار کو بلوا کر مجھے چار مزدور دلوا دیئے اور ڈیڑھ روپیہ اجرت مقرر کی

میں جب ان مزدوروں کو لے کر گیا تو پہلی جگہ پر پھر مجھے معلوم ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی اور مجھے پھر دھکا سا محسوس ہوا۔ تب میں نے ان کو بھی چھوڑ دیا ان کو کہا کہ مجھے کم مزدوری لینے والے مزدور چاہئیں

اُنھوں نے پھر ٹھیکیدار سے کہا کہ اچھے مزدور لاؤ۔ اس نے کہا کہ لوگ اچل کے میلے میں گئے ہوئے ہیں۔ اگر آپ چلیں تو وہاں سے لادوں۔ سید صاحب نے کہا کہ ہاں لے آؤ۔ وہ دو گھنٹہ کے بعد مزدور لے کر آیا جن کی مزدوری ۱۰ ارفتی اور ۲ اریکہ کا کرایہ۔ کل ۱۲ اس نے مجھ سے لے لئے ان مزدوروں نے فوراً گاڑی خالی کر دی۔ اور اسطرح خدا نے سب کام آسان کر دیا۔

۴

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جوار

میں گاڑی خالی کرا کے ایک مسجد میں آگیا اور مغرب اور عشاء پڑھ کر جب لیٹنے لگا۔ تو مجھے خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ملائکہ نے ہمارا ساتھ دیا۔ مجھے کوئی دعا مانگنا چاہیئے۔ جب مینے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو مجھے کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا دعا مانگوں۔ مجھے اسوقت سب نعمتیں موجود نظر آئیں۔ مجھے خیال آیا کہ میں قادیان میں رہایش رکھتا ہوں مجھے ہر روز دیدار مسیح نظر آتا ہے۔ مجھے کھانے پینے کے لئے کوئی تردد نہیں کرنا پڑتا۔ میرے بیوی بچے میرے پاس ہیں اور خدا نے صحت و عافیت بھی دی ہوئی ہے اور خدا کے فضل سے میں اپنی زندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں گذارتا تھا اسوقت جو کمی محسوس ہوئی وہ یہ معلوم ہوتی تھی ؎

تو نہ آتا تو تیری آواز ہی آیا کرتی
حیف گھر میرا تیرے گھر کے برابر نہ ہوا

میں نے اسوقت یہی دعا کی کہ الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کے نزدیک میرا گھر ہو جائے۔ یہ دعا مانگ کر میں سو گیا صبح کی نماز کے بعد مجھے یہ آواز سنائی دی

مہدی حسین کو چاہیئے کہ ان کے کپڑے پہن کر اپنے کپڑے اُتار نہ دے۔

میں اس کا مطلب کچھ نہ سمجھا۔ مگر اس بات سے خوش ہوا کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام لے کر میری دعا کا جواب دیا۔

اس سے ایک ماہ کے بعد ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ آیا۔ سب لوگ قادیان سے بحکم حضرت مسیح موعود علیہ السلام باغ کی طرف چلے گئے حضور نے ایک خیمہ لگوا کر اس میں مجھے رہایش کی جگہ عطا فرمائی

سید امیر علی صاحب بھی حضور کی خدمت میں دو ایک روز رہے۔ الغرض ہماری باغ میں رہایش تھی۔ ایک رات کو جھکڑ چلا۔ بارش بھی اتری بہت پریشانی ہوئی۔ سید امیر علی شاہ صاحب مولوی عبد الکریم صاحب کے چھوٹے سے خیمے کے گھر میں رہتے تھے

سید صاحب کو جب تکلیف ہوئی تو مولوی عبد الکریم صاحب نے ان کو اپنے خیمے کے اس حصہ میں جگہ دی۔ جہاں ان کی بیویاں بھی تھیں اور صبح کو انھوں نے سید صاحب کی تکالیف اور مکان کی تنگی حضرت صاحب سے ذکر کیا۔ اسپر حضرت صاحب نے مجھے بلایا اور فرمایا:-

میاں مہدی حسین ہم نے یہ خیمہ اپنے مہمانوں کے لئے لگایا تھا رات کو ہمارے سید امیر علی شاہ صاحب کو جھکڑ کی وجہ سے تکلیف ہوئی۔ اور کسی نے ان کی خبر نہ لی۔ مولوی عبد الکریم صاحب نے ان کو اپنی چھوٹی سی کوٹھری میں جو خیمہ کے اندر ہے جگہ دی۔

مینے عرض کیا کہ حضور میں تو حضور کے حکم سے یہاں آیا۔ میرے خیمہ میں دو چار پائیوں کی جگہ ہے جس میں مع بیوی بچوں کے میں دن رات بسر کرتا ہوں۔ مجھے جو حضور حکم دیں اسپر عمل کروں۔ فرمایا "ہاں ہمارا یہی منشاء ہے کہ آپ گاؤں (قادیان) چلے جائیں"

پھر حضور نے محمد شادی خان صاحب مرحوم کو طلب فرمایا۔ اور ان کو بھی فرمایا کہ:-

تم میرے مکانوں میں جا کر رہو

محمد شادیخاں مرحوم نے فوراً اسباب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں منتقل کرنا شروع کر دیا شادی خان کی والدہ صاحبہ جن کو دادی صاحبہ کہتے تھے اس سے ناراض ہوئیں۔ اُنھوں نے کہا کہ شادی خان ہم کو سیالکوٹ پہنچا دو۔ سب لوگ تو یہاں رہیں اور ہم کو شہر جانے کا حکم ہوا ہے۔

اسپر پیر منظور محمد صاحب نے کہا کہ تمہاری ساری خدمت پر پانی پھر جائے گا فوراً معافی مانگو۔ تم نے کیسے حضرت صاحب کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ اور یہ کلمہ کہدیا۔ اسپر ان کو ہوش آگئی۔ اور وہ اپنی بہو کو لے کر حضرت صاحب کے پاس گئیں۔ اور روتے ہوئے معافی مانگی۔ حضور نے فرمایا کہ

مینے تو تم کو اپنے مکان میں جانے کے لئے کہا تھا۔

اس نے عرض کی کہ حضور کا اشتہار ہے کہ زلزلہ آنیوالا ہے۔ ہم ڈر گئے کہ کہیں زلزلہ سے مکان کے نیچے نہ دب جائیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:-

زلزلہ میری تائید کے لئے آیا ہے جب زلزلہ میرے ہی مکانات کو تباہ کرے تو وہ نشان کیا ہوا۔

پھر فرمایا:-

اچھا تم اب وہاں نہ جاؤ۔ جن دو جھولداریوں میں مدرسے کے لڑکے رہتے ہیں۔ ان میں تم اور مہدی حسین جا کر رہو۔ اور لڑکوں کو بورڈنگ میں بھیج دو۔

اسپر حضرت میر ناصر نواب صاحب نے مجھے اور محمد شادی خان صاحب بلا کر فرمایا کہ ان دو جھولداریوں میں سے جس پر چاہو قبضہ کر لو۔ اور بڑا خیمہ خالی کر دو

اب میں جس جھولداری میں مقیم ہوا وہ حضور کی رہایش کے مکان کے دروازے پر تھی۔ تب میں نے بلند آواز سے پکار کر کہا

مہدی حسین کو چاہیئے کہ ان کے کپڑے پہن کر اپنے کپڑے نہ اُتار دے۔

چونکہ مجھ کو کپڑے کا مکان ملا تھا۔ اسلئے مکان کو کپڑے کا مکان کیا گیا۔

میں حضور کے دروازے پر بہت خوش و خرم تھا کیونکہ ہر وقت مجھے کچھ نہ کچھ ارشاد مل جاتا تھا۔

ایک روز میاں عبد الرحیم حجام میرے پاس آئے اور میری حجامت بنائی اور کہا کہ آپ اپنا شہر والا مکان چھوڑ دیں۔ کیونکہ تم باغ میں رہتے ہو۔ سابقہ کرایہ ادا کر دو۔ میں نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں یہ ہرگز نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے حکم ہے کہ ان کا مکان لے کر اپنا مکان مت چھوڑ دو

جب حضور نے حکمدیا کہ اب لوگ شہر چلے جائیں تو میں سیدھا اپنے مکان پر آگیا۔ اور جن لوگوں نے اپنے مکان چھوڑ دیئے تھے ان کو تکلیف ہوئی

۵

مجھے خدمت کیسے میسر آئی

میں جب قادیان آیا تو مینے سمجھا کہ میری قریباً دس سالہ آرزو پوری ہو گئی۔ مینے ایک نظم لکھی اور وہ شائع بھی ہو گئی جس کے پہلے شعر کا یہ مصرع تھا۔ ؎

خدایا شکر ہے تیرا کہ مجھ کو قادیاں لایا

اس کی وجہ سے حضور کو میری طرف توجہ ہوئی اور مجھے برف لانے کے لئے امرتسر بھیجا۔ میرا وطیرہ یہ تھا کہ عصر کے بعد میں چلا جاتا۔ اور اگلے روز میں برف لیکر آجاتا۔ چوتھی مرتبہ حضور نے فرمایا

ہم نے بھیجا اور آپ برف لائے ہمکو بہت خوشی ہوئی۔ اور ہم سب نے پی اور سب مسرور ہوئے۔ چنانچہ تین دفعہ آپ کو موقع دیا گیا۔ اب چوتھی مرتبہ کسی اور کو بھیجنا چاہتے تھے۔ میں نے چاہا یہ ثواب بھی آپ کو دوں۔

اسوقت حضور کا چہرہ بہت بشاش تھا۔ وہاں ایک چار پائی تھی۔ میں نے عرض کی کہ حضور ذرا تشریف رکھیں۔ حضور تشریف فرما ہو گئے۔ اور میں حضور کے پاؤں دبانے لگا۔ حضور نے بار بار فرمایا کہ

یہ ثواب بھی ہم نے آپ کو دینا چاہا

حضور کے میں یہ اخلاق دیکھ کر بہت متاثر ہوا کہ شاہ شاہاں کس شفقت سے میرے ساتھ پیش آتے ہیں محبت ہو تو ایسی ہو۔

ایک دفعہ جبکہ میں برف لینے گیا۔ تو ریل میں سے میری ٹوپی اُڑ گئی۔ اور میں ننگے سر واپس آگیا۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب دیکھ کر کہنے لگے۔ تم کو کس نے مارا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میری ٹوپی اُڑ گئی۔

جب حضور کو معلوم ہوا تو حضور نے ٹوپی مجھے لے دی اور ایک کوٹ اور جوتا بھی مرحمت فرمایا۔ کوٹ اور ٹوپی عرصہ تک میں پہنتا رہا جوتا تبرکاً مینے اپنے والد کو دیدیا۔

۶

حضور کے مکان کا دربان

طاعون کے ایام تھے۔ حضور نے مجھے حکم دیا کہ طاعون کے ایام میں کسی کو مکان کے اندر جانے مت دو۔ جب تک ہم اجازت نہ دیں۔ بعض برقعہ پوش عورتیں اندر چلی جاتی تھیں۔ میں ان کو بھی اندر نہ جانے دیتا۔ اور باہر نکال دیتا۔ لوگوں نے شکایت کی تو حضور نے فرمایا:۔

وہ ٹھیک کرتا ہے۔ اسے ایسا ہی حکم ہے

حضور نے میرے اس فعل کو پسند فرمایا۔ اور کئی دفعہ مسجد میں اس کی تعریف کی۔ ایک دفعہ میرے متعلق فرمایا:۔

میر صاحب کو بیٹھنے کی عادت کم ہے اور چلنے پھرنے کی زیادہ

۷

حضور کی سادگی

ایک وقت عصر کے وقت میں نے سنا حضرت ام المومنین نے کہا کہ آپ عصر کی نماز پڑھ آئے ہیں تو حضور نے فرمایا

میں چلیاں

میرے دل میں بڑے خیال پیدا ہوئے کہ کسقدر خاکساری ہے۔ حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم جا رہے ہیں۔ بلکہ نہایت سادگی سے فرمایا کہ

میں چلیاں۔

۸

پروفوں کی اصلاح کا کام

ایک دفعہ ایک کتاب چھپ رہی تھی پروف لیجانے کا کام سید احمد نور کابلی کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب پروف جانے لگا۔ تو میں نے اسے دیکھا اس میں چند غلطیاں تھیں۔ میں نے اسیوقت ایک رقعہ اندر بھیجا۔ حضور نے بغیر کسی ملال کے غلطی دیکھ کر پروف میرے سپرد کر دیئے۔

۹

سادہ غذا

ایک دفعہ حضور باہر تشریف لائے میاں نجم الدین صاحب مرحوم نے عرض کی کہ حضور عبدالحی عرب نے اپنا کھانا بورڈنگ میں کر لیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔

جانے دو یہ لوگ کھانیکے بہت دلدادہ ہوتے ہیں

اتنے عرب عبدالحی آ گیا۔ حضور نے فرمایا

یہاں ہمارے ہاں تو سادہ کھانے ہوتے ہیں۔ یہاں جو آئے وہ اپنا پیٹ کاٹ کر باہر رکھ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ کوئی لنگر تھا نہ کتب خانہ حالانکہ یہاں سب کچھ ہے ہمارے ہاں پر تکلف کھانے نہیں پکا کرتے

۱۰

تبدیلی سے انسان ابدال بن جاتا ہے

حضور ایک دفعہ امرتسر کے سفر سے تشریف لائے۔ بازار میں کھڑے ہو کر حضور نے ان دوستوں کو جو گھبرائے ہوئے کھڑے تھے فرمایا کہ

تم لوگ اپنے اندر تبدیلیاں کرو جتنی تبدیلیاں کرو گے ابدال بن جاؤ گے۔

۱۱

بیوی دعا سے اچھی ہو گئی

میری بیوی ایک دفعہ بیمار ہو گئی۔ میں نے حضور سے ذکر کیا۔ تو حضور نے فرمایا کہ شربت بزوری بنا لو میں بوجہ غربت بنا نہ سکا اگلے روز میں نے پھر رقعہ لکھا تو حضور باہر تشریف لائے۔ فرمایا شربت بنا لیا ہے میں نے عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ

نسخہ کو چھوڑ دو۔ میں دعا کروں گا

آپ نے دعا فرمائی۔ میری بیوی اچھی ہو گئی۔

۱۲

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبّت

میرے ایک بچہ پیدا ہوا۔ حضور نے مجھے ۸ یوم کی رخصت دی۔ اور فرمایا کہ:۔

آپ کسی کا کام نہ کریں۔ گھر میں رہیں۔

ان ایام میں ہم سب باغ میں رہتے تھے۔ وہیں میاں عبدالحی کی آمین ہوئی۔ حضرت مولوی صاحب نے جلیبیاں تقسیم کیں۔ مجھے غیبی طور پر کہا گیا تھا کہ تم اگر جلیبیاں کھاؤ گے تو بیمار ہو جاؤ گے۔ میں نے جلیبیاں لے کر اپنے بچوں کو دیدیں۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو اور جلیبیاں منگوائیں۔ اور مجھے کھانے کو کہا۔ میں نے اسے ابتلا سمجھ کر کھانے سے انکار کر دیا۔ مولوی صاحب ناراض ہو گئے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو معلوم ہوا تو فرمایا:۔

مولوی صاحب کی چیز واپس نہ کیا کرو اگر تمھیں معذوری ہو تو کسی کو دیدیا کرو اور نہیں تو مجھے ہی دیدیا کرو۔

۱۳

لنگر خانہ کی خدمت

ایک دفعہ حضرت صاحب نے میرے سپرد لنگر خانہ کا انتظام کیا۔ اور مجھے فرمایا کہ:۔

میاں مہدی حسین ادھار نہ لینا جس چیز کی ضرورت ہو مجھے کہو خواہ آدھی رات ہو۔ آ کر مجھے کہو میں دوں گا تھوڑا سا گوشت پکا لیا کرو۔ باقی دال

آپ نے خرچ متوسط رکھنے کے متعلق بہت تاکید فرمائی

۱۴

میر صاحب ایک خط لیکر گورداسپور گئے

حضرت صاحب جن دنوں گورداسپور میں مقیم تھے ان دنوں مجھے حضرت ام المومنین نے حکم دیا کہ یہ خط گورداسپور لے جاؤ۔ میں پیدل گورداسپور گیا اور خط پیش کیا۔ حضور کو جب علم ہوا کہ میں پیدل آیا ہوں۔ اسیوقت میرے لئے چاء تیار کرائی اور بہت خوش ہوئے۔ اور جواب دیکر مجھے گاڑی پر واپس بھیجدیا۔

۱۵

حضرت خلیفہ ثانی کا مکالمہ

ایک دفعہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مکالمہ سنا جو حسب ذیل تھا۔

حضرت خلیفہ ثانی ۔ اگر ظہر کی نماز پڑھ چکی ہو۔ اور عصر پڑھ رہی ہو۔ اور کوئی عصر ہی میں آ کر ملجائے تو وہ کیا پڑھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام:۔ عصر پڑھے گا اور پھر ظہر پڑھے گا۔

حضرت خلیفہ ثانی ۔ عصر کے بعد تو نماز جائز نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام:۔ جائز ہے

حضرت خلیفہ ثانی:۔ کیا امام کی عصر کی ہو گی اور مقتدی کی ظہر کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام:۔ نہیں جو نیت امام کی وہی مقتدی کی

۱۶

مسیح موعود کا منکر

ایک روز ایک شخص نے مسجد میں سوال کیا کہ کوئی شخص آپ کو برا بھی نہ کہے۔ اور بیعت بھی نہ کرے تو وہ شخص کیا ہو گا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے مولویوں سے پوچھ مسیح موعود کا منکر کیا ہو گا۔ آپ نے فرمایا بس یہی سمجھ لو

۱۷

ایک گرم چوغہ کا ہدیہ

ایک دفعہ ایک شخص ایک بڑے بھاری گرم چوغے میں لپٹا ہوا آیا۔ ان سے حضرت کو اطلاع کرائی۔ حضور تشریف لائے۔ تو اس نے چوغہ پیش کیا۔ حضرت چوغہ لیکر اندر چلے گئے۔ اور وہ باہر چلا گیا۔ اور اس کے بعد ہم نے اس شخص کو نہیں دیکھا

۱۸

ایک غریب خادم کی عیادت

حضور کا ایک خادم پیراندتا بیمار پڑا تھا۔ ایکدفعہ گڈا لیکر باہر گیا۔ اس کے پیر پر سے گڈا گذر گیا۔ حضور اس کی عیادت کے لئے تشریف لیگئے اور دو روپے اپنی جیب خاص سے عطا فرمائے۔

۱۹

حضور کے اخلاق

حضور جب مجھے بلواتے تو فرماتے سید مہدی حسین صاحب کو بلا لاؤ۔ سید اور صاحب کے الفاظ کبھی نہ چھوڑتے

جب میں کنڈی کھٹکھٹاتا تو فرماتے۔ میاں مہدی حسین کیا فرماتے ہو۔ میں حضور کے یہ اخلاق دیکھ کر حیران ہو جاتا تھا۔

۲۰

مہر صاحب کے والد کی وفات کا واقعہ

ایک دفعہ آپنے فرمایا کہ دو سو روپے کا آٹا علی وال سے لاؤ۔ میں حضرت مولوی نورالدین صاحب کے پاس گیا۔ کہ میرے والد صاحب بیمار ہیں۔ آپ جا کر ان کو دوائی دیدیا کریں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میری طرف سے حضرت کو کہو کہ نورالدین کہتا ہے کہ آج نہ بھیجیں۔ آپ نے ایک روپیہ اور دیا اور فرمایا:۔

یکے پر چلے جاؤ اور آٹا لاؤ۔ جو خدا چاہیگا وہ تو ہو کر رہے گا۔

میں چلا گیا۔ اگلے دن میرے والد فوت ہو گئے آپنے قبر کھدوا رکھی۔ میرے آنے پر آپنے مجھے غسل کا حکم دیا۔ میں بجا لایا۔ اور مرحوم کو سپرد قبر کر دیا گیا

۲۱

سب کا حق پورا دو

ایک دفعہ ڈاکٹر محبوب عالم صاحب نے جے پور سے عرق کیوڑے کی گاگریں بھیجیں۔ حضور نے مجھے بلٹی چھڑانے کے لئے بھیجا۔ بکنگ کلرک نے کہا کہ بلٹی کا محصول ایک روپیہ کم ہے۔ میں گاگریں چھڑا کر لے آیا اور پیش ہو کر عرض کی کہ حضور اس نے ایک روپیہ زائد لیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ

ہم کب کم دینا چاہتے ہیں جی

اور وہ ایک روپیہ دے دیا:۔

۲۲

وضو کے پانی سے برکت ڈھونڈھتے

ایک دفعہ حضور بٹالہ پالکی میں بیٹھ کر تشریف لیگئے راستہ میں ایک کنواں آتا ہے۔ وہاں حضور نے پانی منگوایا۔ محمد شادی خان صاحب پانی لائے۔ حضور کے وضو سے جو پانی گرتا تھا اسے ہم اس طرح جسطرح صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گرا ہوا پانی منہ پر ملتے تھے ملتے گئے۔

۲۳

چھ آنے روز کا مزدور مولوی

ایک مولوی چھ آنے روز لے کر لاہور میں حضرت اقدس کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ایک موقع پر حضرت نے اسے فرمایا کہ میاں تم ہم کو جھوٹا سمجھتے ہو۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ حضور نے فرمایا اچھا لعنت اللہ علی الکاذبین۔ جو **جھوٹا ہو اسپر خدا کی لعنت** یہ کہہ کر اس کو اُسکے حال پر چھوڑ دیا۔

۲۴

حضور کی آخری زیارت

حضور کی وفات پر ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے اعلان کیا کہ لوگ حضور کا چہرہ مبارک دیکھ لیں۔ کیونکہ بعد میں دشمن باتیں بنائینگے۔ لوگ ایک دروازے سے جمع ہوتے اور دوسرے سے نکل جاتے

حضور کا جسم مبارک بذریعہ گاڑی لایا گیا اور ایک ہندو بابو مزاحم ہوا کہ کالرا تھا۔ میں نہیں جانے دوں گا۔ مگر اسے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دکھایا گیا۔ اتنے میں ایک انگریز افسر آیا۔ اس کے کہنے پر اس نے دروازہ کھولا جب حضور کے جسم مبارک کو بوگی میں رکھدیا گیا۔ اسوقت ایک ننگ انسانیت انسان کو دیکھا کہ گاڑی چلنے کے وقت لعنتیں بھیجتا اور گالیاں دیتا مگر ہم بے بس تھے

امرتسر اسٹیشن پر نماز مغرب پڑھی۔ گیارہ بجے رات گاڑی بٹالہ آئی۔ راتوں رات جنازہ یہاں لایا گیا۔ اور دوسرے دن وہ ہمارا محبوب و پیارا ہمکو روتے ہوئے چھوڑ کر خدا میں واصل ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کی اسپر ہزاروں رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ آمین۔

* * *

اخبار الحکم کا کوئٹہ نمبر

کوئٹہ کی پہاڑی پر خدا تعالیٰ کی زبردست تجلی ایک قہری اور عالمگیر عذاب کی شکل میں رونما ہوئی۔۔۔۔ یہ ایسی زبردست تجلی تھی کہ جس نے ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے انسانوں کو ایک دفعہ ہلا دیا۔ اخبارات میں کوئٹہ پر زبردست ماتم کیا گیا۔ اور کیا جا رہا ہے۔ دنیا بھر کے ماہرین علم الارض ان اسباب پر غور کرینگے جن کی وجہ سے یہ عذاب نازل ہوا۔ لیکن اس اصل سبب کی طرف ان کی توجہ نہ جائے گی۔ جو اس زلزلے یا اس قسم کے دیگر زلزلوں کا باعث ہوا اور ہوگا۔ وہ اس آواز پر کان نہیں دھرینگے جو ہندوستان کی فضا میں ایکدفعہ گونجی تھی۔

میں چمک دکھلاؤں گا اپنے نشان کی پنج بار

اور نہ قرآن کریم کے ان زریں اصول کی طرف غور کرینگے۔ جس نے ہمیشہ دنیا میں زلازل اور دیگر عذابات کیلئے ایک اصل الاصول قائم کر دیا

ما کنّا معذبین حتی نبعث رسولا

بس اس اصل کے ماتحت ادارہ الحکم نے فیصلہ کیا ہے کہ بجائے اس کے ہم چند آنسو مرنے والوں پر گرائیں ہم الحکم کا ایک خاص نمبر شائع کریں جسمیں زلزلہ کوئٹہ کے حالات کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ نیز اس سے قبل آنے والے زلازل کا بھی مختصر حال دیدیا جائے۔ نیز اس نمبر میں زلزلوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات کو جمع اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ خطبہ جو کوئٹہ کے متعلق فرمایا ہے اس کو بھی اس نمبر میں دیدیا جائے گا۔ اور اس زلزلہ کو دیدہ عبرت بناتے ہوئے سلسلہ کی مکمل تبلیغ کی جائے گی

ہمارا یہ نمبر محض اشاعت سلسلہ کیلئے ہوگا

چونکہ اس کی اصل غرض یہ ہے کہ ہم کھلی تبلیغ کر سکیں۔ اس لئے سب حالات کو جمع کر دیں گے —!

الحکم کا یہ نمبر دو نمبروں کا مجموعہ ہوگا

جو ۲۶ر جون کو شائع ہو کر ۲۸ر جون تک پہنچ جائے گا۔ یہ نمبر الحکم کے ۲۴ صفحات پر شائع ہوگا۔ اسلئے ۱۴،۲۱ر جون کا الحکم شائع نہ ہو سکے گا۔ باوجود اسکے کہ الحکم کی قیمت دو آنہ فی پرچہ ہے۔ مگر اس نمبر کی قیمت جو دو نمبروں کا مجموعہ ہے محض تبلیغی نقطۂ نگاہ سے

صرف دو آنہ ہوگی

جو احباب جتنے جتنے پرچے خریدنا چاہیں وہ قبل از وقت اطلاع دیں۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں تاکہ اسقدر نمبر زائد تعداد میں چھپوا کر بغرض تبلیغ ان احباب کو بھیجدیئے جائیں

یہ نمبر ایک خاص نمبر ہوگا۔ احباب جلدی اپنے پرچے ریزرو کرالیں۔ ضرورت سے زائد پرچے شائع نہیں کیے جائینگے۔

نوٹ

احباب اس نمبر کی ترسیل زر بنام ایڈیٹر الحکم کریں۔ ایک دو پرچوں کے خریدار ٹکٹ بھی بھیج سکتے ہیں

محمود احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات

(سلسلہ کے لئے دیکھیئے اخبار الحکم مورخہ ۷ جون ۱۹۳۵ء جلد ۳۸ نمبر ۲۰)

جیسے شیعوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سہارا لے لیا۔ اور تقیہ کی آڑ میں جو کچھ کر لیں سو تھوڑا ہے۔ میں اسی تقیہ اور امام حسین کے فدیہ کے اصول کی بنا پر دلیری سے کہتا ہوں کہ شیعوں میں متقی کم نکلیں گے۔ خلیفہ محمد حسن صاحب نے لکھا ہے کہ فدیناہ بذبح عظیم سے جو قرآن میں آیا ہے۔ امام حسین کا شہید ہونا نکلتا ہے۔ اور اس نکتہ پر بہت خوش ہوئے ہیں۔ کہ گویا قرآن شریف کے مغز کو پہنچ گئے ہیں ان کی اس نکتہ دانی پر مجھے ایک پوستی کی حکایت یاد آگئی۔ وہ یہ ہے کہ ایک پوستی کے پاس ایک لوٹا تھا۔ اور اس میں ایک سوراخ تھا۔ جب رفع حاجت کو جاتا۔ اس سے پیشتر کہ وہ فارغ ہو کر طہارت کرے سارا پانی لوٹے سے نکل جاتا تھا۔ آخر کئی دن کی سوچ اور فکر کے بعد یہ تجویز نکالی کہ پہلے طہارت ہی کر لیا کریں اور اپنی اس تجویز پر بہت خوش ہوا۔ اسی قسم کا نکتہ اور نسخہ ان کو ملا ہے جو فدیناہ بذبح عظیم سے امام حسین کی شہادت نکالتے ہیں۔ شیعہ لوگوں کی مسجدیں تک تو صاف نہیں رہ سکتیں ہیں۔ ہم ایک شیعہ استاد سے پڑھا کرتے تھے۔ اور وہاں کتے پیشاب و پاخانہ پھر جاتے تھے اور مجھے یاد نہیں ہے۔ کہ کسی نے کبھی وہاں نماز پڑھی ہو شیعہ یہی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے امام حسین اور اہلبیت شہید ہو چکے ہیں۔ ان کے غم میں رو لینا۔ اور ماتم کر لینا بس یہی کافی ہے جنت کے لئے اور کسی عمل کی بجز اس کے ضرورت ہی نہیں اور ایسا ہی عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح کا خون ہمارے لئے منجی ہوا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر تمہارے گناہوں پر بھی باز پرس ہونی ہے۔ اور تمہیں ان کی سزا بھگتنی ہے۔ تو پھر یہ نجات کیسی ہے؟

اس اصول کا اثر درحقیقت بہت برا پڑا ہے۔ اگر یہ اصول نہ ہوتا تو یورپ کے ملکوں میں اس کثرت سے فسق و فجور نہ ہوتا۔ اور اس طرح پر بدکاری کا سیلاب نہ آتا۔ جیسا کہ اب آیا ہوا ہے۔ لنڈن اور پیرس کے ہوٹلوں اور پارکوں میں جا کر دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ اور ان لوگوں سے پوچھو جو وہاں سے آتے ہیں۔ آئے دن اخبارات میں ان بچوں کی فہرستیں جن کی ولادت ناجائز......ہوتی ہے۔ شائع ہوتی ہیں۔

ہم تو اصول ہی کو دیکھیں گے۔ ہمارے اصول میں تو یہ لکھا ہے من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ اب اس کا اثر تم خود سوچ لوگے۔ کیا پڑے گا یہی کہ انسان اعمال کی ضرورت کو محسوس کرے گا۔ اور نیک عمل کرنے کی سعی کرے گا۔ برخلاف اس کے جب یہ کہا جاوے گا کہ انسان اعمال سے نجات نہیں پا سکتا تو یہ اصول انسان کی ہمت اور سعی کو پست کر دے گا۔ اور اس کو بالکل مایوس کر کے بالکل بے دست و پا بنا دے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کا اصول انسانی قویٰ کی بیخ کنی کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی قویٰ میں ایک ترقی کا مادہ رکھا ہے۔ لیکن کفارہ اس کو ترقی سے روکتا ہے ابھی میں نے کہا ہے کہ کفارہ کا اعتقاد رکھنے والوں کے حالات آزادی اور بیقیدی کو جو دیکھتے ہیں۔ تو یہ اسی اصول کی وجہ سے ہے کہ کتے اور کتیوں کی طرح بدکاریاں ہوتی ہیں۔ لنڈن کے ہائڈ پارک میں علانیہ بدکاریاں ہوتی ہیں اور حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پس ہم کو صرف قیل و قال تک ہی محدود نہ رکھنا چاہیئے۔ بلکہ اعمال ساتھ ہونے چاہئیں جو اعمال کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ وہ سخت ناعاقبت اندیش اور نادان ہے قانون قدرت میں اعمال اور ان کے نتائج کی نظیریں تو موجود ہیں کفارہ کی نظیر کوئی موجود نہیں۔ مثلاً بھوک لگتی ہے تو کھانا کھا لینے کے بعد وہ فرو ہو جاتی ہے یا پیاس لگتی ہے پانی سے جاتی رہتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ کھانا کھانے یا پانی پینے کا نتیجہ بھوک کا جاتے رہنا یا پیاس کا بجھ جانا ہوا۔ مگر یہ تو نہیں ہوتا کہ بھوک لگے زید کو اور بکر روٹی کھالے اور زید کی بھوک جاتی رہے۔ اگر قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر موجود ہوتی تو شاید کفارہ کا مسئلہ مان لینے کی گنجائش رکھتا۔ لیکن جب قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ تو انسان جو نظیر دیکھ کر ماننے کا عادی ہے۔ اسے کیونکر تسلیم کر سکتا ہے۔ عام قانون انسانی میں بھی تو اس کی نظیر نہیں ملتی کبھی نہیں دیکھا گیا کہ زید نے خون کیا ہو۔ اور خالد کو پھانسی ملی ہو۔ غرض یہ ایک ایسا اصول ہے جس کی کوئی نظیر ہرگز موجود نہیں۔

میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی۔ خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے۔ تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں یصعد الیه کلمة الطیب۔ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اسوقت ہماری قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں۔ لیکن فتح و نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو۔ خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کان حقا علینا نصر المؤمنین مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے اور لن یجعل الله للکافرین علی المومنین سبیلا اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا۔ اسلئے یاد رکھو کہ تمہاری فتح تقویٰ سے ہے ورنہ عرب تو بڑے لیکچرار اور خطیب اور شاعر ہی تھے۔ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان کی امداد کے لئے نازل کئے۔ تاریخ کو اگر انسان پڑھے تو اسے نظر آ جائے گا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی اب ہم کو کوئی بتا دے کہ انسان ایسا کر سکتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے ان الله مع الذین اتقوا والذین هم محسنون بھی ہوں۔ متقی کے معنی ڈرنے والا۔ ایک ترک شر ہوتا ہے۔ اور ایک اضافہ خیر۔ متقی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محسن اضافہ خیر کو چاہتا ہے۔ میں نے اس کے متعلق ایک حکایت پڑھی ہے کہ ایک بزرگ نے کسی کی دعوت کی۔ اور اپنی طرف سے مہمان نوازی کا پورا اہتمام کیا اور حق ادا کیا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو بزرگ نے بڑے انکسار سے کہا کہ میں آپکے لائق خدمت نہیں کر سکا۔ مہمان نے کہا کہ آپ نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ بلکہ میں نے احسان کیا ہے۔ کیونکہ جسوقت تم مصروف تھے۔ میں تمہاری املاک کو آگ لگا دیتا تو کیا ہوتا؟

غرض متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے اس سے آگے دوسرا درجہ اضافہ خیر کا ہے۔ جس کو یہاں محسنوں کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے کہ نیکیاں بھی کرے۔ پورا راستباز انسان تب ہوتا ہے جب بدیوں سے پرہیز کر کے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کونسی کی ہے؟

کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چاء کی پیالی لایا جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپکے سر پر گر پڑی۔ آپ نے تکلیف محسوس کر کے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا۔ غلام نے آہستہ سے پڑھا الکاظمین الغیظ یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے کظمت غلام نے پھر کہا والعافین عن الناس۔ کظم میں انسان غصہ دبا لیتا ہے اور اظہار نہیں کرتا ہے۔ مگر اندر سے پوری رضامندی نہیں ہوتی۔ اسلئے عفو کی شرط لگا دی ہے۔ آپ نے کہا کہ میں نے عفو کیا۔ پھر پڑھا والله یحب المحسنین۔ محبوب الٰہی وہی ہوتے ہیں جو کظم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جا آزاد بھی کیا۔

راستبازوں کے نمونے ایسے ہیں۔ کہ چاء کی پیالی گرا کر آزاد ہوا۔ اب بتاؤ۔ کہ یہ نمونہ اصول کی عمدگی ہی سے پیدا ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاستقم کما امرت یعنی سیدھا ہو جا۔ کسی قسم کی بد اعمالی کی کجی نہ رہے پھر راضی ہوں گا۔ آپ بھی سیدھا ہو جا۔ اور دوسروں کو بھی کر۔ عرب کے لئے سیدھا کرنا کس قدر مشکل تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے سورہ ھود نے بوڑھا کر دیا کیونکہ اس حکم کے رو سے بڑی بھاری ذمہ داری میرے سپرد ہوئی ہے۔...... اپنے آپ کو سیدھا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پوری فرمانبرداری۔ جہاں تک انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اس کو پورا کرے لیکن دوسروں کو ویسا ہی بنانا آسان نہیں ہے۔ اس سے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور

قوت قدسی کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس حکم کی کیسی تعمیل کی۔ صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تیار کی کہ ان کو کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کہا گیا اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی آواز ان کو آگئی۔ آپ کی زندگی میں کوئی بھی منافق مدینہ طیبہ میں نہ رہا۔ غرض ایسی کامیابی آپ کو ہوئی کہ اس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعات زندگی میں نہیں ملتی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ تھی کہ قیل و قال ہی تک بات نہ رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ اگر نرے قیل و قال اور ریاکاری تک ہی بات ہو۔ تو دوسرے لوگوں اور ہم میں پھر امتیاز کیا ہوگا۔ اور دوسروں پر کیا شرف تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ۔ اور اس میں ایسی چمک ہو۔ کہ دوسرے اس کو اس میں ایسی چمک ہو کہ کوئی اسکو قبول نہیں کرتا۔ کیا کوئی انسان میلی چیز پسند کر سکتا ہے؟ جب تک کپڑے میں ایک داغ بھی ہو وہ اچھا نہیں لگتا۔ اسی طرح جب تک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہوگی تو کوئی خریدار نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص عمدہ چیز کو پسند کرتا ہے اسی طرح جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں۔ کسی مقام تک نہ پہنچ سکو گے۔

سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے کفار اور مومنوں کی زندگی کے نمونے بتلائے ہیں۔ کفار کی زندگی بالکل چوپایوں کی زندگی ہوتی ہے۔ جن کو کھانے اور پینے اور شہوانی جذبات کے سوا اور کوئی کام نہیں ہوتا

یاکلون کما تاکل الانعام

اگر دیکھو کہ ایک بیل چارہ تو کھائے۔ مگر ہل چلانے کے وقت بیٹھ جائے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہی ہوگا کہ زمیندار اُسے بوچڑ خانہ میں جا کر بیچ دیگا۔ اسی طرح ان ان لوگوں کی نسبت (جو خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی بالکل نہیں کرتے اور اپنی زندگی کو فسق و فجور میں گذارتے ہیں) فرماتا ہے قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاءکم یعنی میرا رب تمہاری کیا پروا کرتا ہے۔ اگر تم اس کی عبادت نہ کرو۔ یہ امر بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے محبت کی ضرورت ہے۔ اور محبت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک محبت تو ذاتی ہوتی ہے۔ اور ایک اغراض سے وابستہ ہوتی ہے۔ یعنی اس کا باعث صرف چند عارضی باتیں ہوتی ہیں۔ جن کے دور ہونے سے ہی وہ محبت سرد ہو کر رنج و غم کا باعث ہو جاتی ہے۔ مگر ذاتی محبت سچی راحت پیدا کرتی ہے۔ چونکہ انسان فطرتاً خدا ہی کے لئے پیدا ہوا جیسا کہ فرمایا ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی میں اپنے لئے کچھ نہ کچھ رکھا ہوا ہے اور مخفی در مخفی اسباب سے اسے اپنے لئے بنایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصل غرض یہ رکھی ہے۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ مگر جو لوگ اپنی اصلی فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا ہو جاتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دور جا پڑتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی ذمہ واری اُن کے لئے نہیں رہتی وہ زندگی جو ذمہ داری کی ہے یہی ہے کہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون پر ایمان لا کر زندگی کا پہلو بدل لے۔ موت کا اعتبار نہیں ہے۔ سعدی کا شعر سچا ہے

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار
مباش ایمن از بازی روزگار

عمر ناپائیدار پر بھروسا کرنا دانشمند کا کام نہیں ہے موت یوں ہی آ کر لتاڑ جاتی ہے۔ اور انسان کو پتہ بھی نہیں لگتا۔ جبکہ انسان اسطرح پر موت کے پنجے میں گرفتار ہے پھر اس کی زندگی کا خدا تعالیٰ کے سوا کون ذمہ دار ہو سکتا ہے اگر زندگی خدا کے لئے ہو۔ تو وہ اس کی حفاظت کرے گا۔

بخاری میں ایک حدیث ہے۔ کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے محبت کا رابطہ پیدا کر لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ اُس کے اعضاء ہو جاتا ہے ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے۔ کہ میں اُس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ۔ حتیٰ کہ اس کی زبان ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ بولتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے۔ اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر ایک فعل خدا کے منشاء کے موافق ہوتا ہے اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ اسے اپنا فعل ہی قرار دیتا ہے یہ ایک مقام ہے قرب الٰہی کا۔ جہاں پہنچکر سلوک کی منزلوں کو پورے طور پر طے نہ کرنیوالوں نے یا تو ٹھوکر کھائی ہے یا الٰہیات سے ناواقف اور قرب الٰہی کے مفہوم کو نہ سمجھنے والوں نے غلط فہمی سے کام لیا ہے اور وحدت وجود کا مسئلہ گھڑ لیا ہے۔ اس بات کو بھی ہرگز بھولنا نہ چاہیئے کہ جہاں انسان ابتلاؤں میں پڑتا ہے۔ وہ فعل خدا کے ارادوں کے موافق نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کی رضا اس کے خلاف ہوتی ہے ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے ہوتا ہے۔ نہ کہ منشائے الٰہی کے ماتحت۔ لیکن وہ انسان جو اللہ کا ولی کہلاتا ہے۔ اور خدا جس کی زندگی کا ذمہ دار ہوتا ہے وہ وہ ہوتا ہے جس کی وہ حرکت و سکون بلا استصواب کتاب الٰہی نہیں ہوتی وہ اپنی ہر بات اور ارادہ پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے مشورہ لیتا ہے

پھر آگے کہا ہے کہ اس کی جان نکلنے میں اللہ تعالیٰ کو

برا تردد ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ تردد سے پاک ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک مصلحت کے لئے اس کو موت دیجاتی ہے۔ اور ایک مصلحت کے لئے اس کو دوسرے جہان میں لے جایا جاتا ہے نہیں تو اس کی بقا خدا کو بڑی پیاری لگتی ہے۔ پس اگر انسان کی ایسی زندگی نہیں کہ خدا تعالیٰ کو اس کی جان لینے بھی تردد ہو۔ تو وہ حیوانات سے بھی بدتر ہے ایک بکری سے بہت سے آدمی گذارہ کر سکتے ہیں۔ اس کا چمڑہ بھی کام آ سکتا ہے۔ اور انسان کسی حالت میں کیا مر کر بھی کام نہیں آتا۔ مگر صالح آدمی کا اثر اُس کی ذریت پر بھی پڑتا ہے۔ اور وہ بھی اس سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ اصل یہ ہے درحقیقت وہ مرتا ہی نہیں۔ مرنے پر بھی اس کو ایک نئی زندگی دیجاتی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا ہے کہ میں بچہ تھا۔ بوڑھا ہوا۔ میں نے کسی خدا پرست کو ذلیل حالت میں نہیں دیکھا۔ نہ اس کے لڑکوں کو دیکھا کہ وہ ٹکڑے مانگتے ہوں۔ گویا متقی کی اولاد کا بھی خدا تعالیٰ ذمہ دار ہوتا ہے۔ لیکن حدیث میں آیا ہے کہ ظالم اپنے اہل و عیال پر بھی ظلم کرتا ہے۔ کیونکہ اُن پر بھی اس کا بد اثر پڑتا ہے۔

پس کس قدر ضرورت ہے کہ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو۔ اور اس کے لئے بن جاؤ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ میں اسلئے بار بار اس ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے۔ جس کے لئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دور پڑا ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار کو چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا۔ اور رہبانیت اسلام کا منشاء نہیں۔ اسلام تو انسان کو چست اور ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے۔ اسلئے میں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جد و جہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو اور وہ اس کا تردد نہ کرے تو اس سے مواخذہ ہوگا پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے وہ غلطی کرتا ہے نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو۔ اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور اس کے ارادے سے باہر نکل کر اپنی اغراض اور جذبات کو مقدم نہ کرو۔

ہم اگر وہ یہی کام نہ دے تو اسے بیکار قرار دیتے ہیں

پس اگر انسان کی زندگی کا مدعا یہ ہو جائے کہ وہ صرف تنعم ہی میں زندگی بسر کرے اور اس کی ساری کامیابیوں کی انتہا خورو نوش اور لباس و خواب ہی ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے لئے کوئی خانہ اس کے دل میں باقی نہ رہے۔ تو یاد رکھو ایسا شخص فطرۃ اللہ کا مقلب ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ رفتہ رفتہ اپنے قویٰ کو بیکار کر لے گا۔ یہ صاف بات ہے کہ جس مطلب کے لئے کوئی چیز ہم لیتے ہیں مثلاً ایک لکڑی کرسی یا میز بنانے کے واسطے لیں اور اس کام کے ناقابل ثابت ہو۔ تو ہم اسے ایندھن ہی بنا لینگے۔ اسی طرح پر انسان کی پیدائش کی اصل غرض تو عبادت الٰہی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی فطرت کو خارجی اسباب اور بیرونی تعلقات سے تبدیل کر کے بیکار کر لیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اُس کی پروا نہیں کرتا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے

قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاءکم

ہم نے اخبار میں پہلے بھی بیان کیا تھا کہ میں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک جنگل میں کھڑا ہوں۔ شرقاً غرباً اس میں ایک بڑی نالی چلی گئی ہے۔ اس نالی پر بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک قصاب کے جو ہر ایک بھیڑ پر مسلط ہے ہاتھ میں چھری ہے۔ جو انھوں نے اُن کی گردن پر رکھی ہوئی ہے۔ اور آسمان کی طرف منہ کیا ہوا ہے۔ میں اُن کے پاس ٹہل رہا ہوں۔ میں نے یہ نظارہ دیکھ کر سمجھا کہ یہ آسمانی حکم کے منتظر ہیں۔ تو میں نے یہ آیت پڑھی

قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاءکم

یہ سنتے ہی ان قصابوں نے فی الفور چھریاں چلا دیں اور یہ کہا کہ تم ہو کیا۔ آخر گوہ کھانیوالی بھیڑیں ہی ہو۔

غرض خدا تعالیٰ متقی کی زندگی کی پرواہ کرتا ہے۔ اور اس کی بقا کو عزیز رکھتا ہے۔ اور جو اس کی مرضی کے برخلاف چلے وہ اس کی پروا نہیں کرتا۔ اور اس کو جہنم میں ڈالتا ہے اسلئے ہر ایک کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو شیطان کی غلامی سے باہر کرے۔ جیسے کلوروفارم نیند لاتا ہے اسی طرح پر شیطان انسان کو تباہ کرتا ہے۔ اور اُسے غفلت کی نیند سلاتا ہے۔ اور اسی میں اُس کو ہلاک کر دیتا ہے۔

(باقی دارد)

**خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجیئے
(منیجر اخبار الحکم)**

میں کیونکر احمدی ہوا

ماسٹر اللہ دتا صاحب مہاجر قادیان کے حالات

(۲)

پھر انھوں نے کہا کہ میں نے ایک کتاب لکھی ہے اور قادیان بھیجی ہے۔ مرزا صاحب اور مولوی نورالدین صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب کوئی بھی اس کا جواب نہ دیگا۔ اور میں نے مولوی کرم دین ساکن بھین ضلع جہلم کو جو مرزا صاحب کا بہت مداح تھا۔ ان سے برگشتہ کر لیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ میں نے عرض کیا کہ یہ قصے چھوڑیئے اور مجھ سے گفتگو کیجئے۔ اس نے اعتراضات کی بوچھاڑ مجھ پر کی۔ خدا کے فضل سے میں نے اس کو مسکت جواب دیئے۔ آخر انھوں نے کہا کہ اچھا رات کو آنا۔

میں رات کو حافظ امام الدین صاحب مرحوم کو جو میرے ہم قوم ہم وطن ہم محلہ تھے۔ اور جو اب مقبرہ بہشتی میں مدفون ہیں ساتھ لے گیا کہ آپ سلسلہ کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ مری بحث سنیں۔ غرض رات کو شہزادہ صاحب سے خوب بحث ہوئی۔ اسی میں رات کے بارہ بج گئے۔ شہزادہ صاحب کی ترکش کے تمام تیر ختم ہو چکے تھے۔ اور اب کتاب کو کھول کر سوال کرتے تھے۔ گھبرا کر کہنے لگے میری اس کتاب کا جواب اگر کوئی چھ ماہ تک دیدے تو میں ناک کٹوا دوں گا۔ میں نے کتاب پر ہاتھ مار کر کہا کہ اگر میں اس کا جواب ایک ماہ کے اندر نہ دیدوں تو ناک کٹوا دوں گا۔ ایک طرف کتاب کو وہ کھینچتے تھے دوسری طرف سے میں۔ آخر ماسٹر صاحب نے اُن کا دامن چھڑایا۔

میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں تمام حالات لکھے۔ حضور علیہ السلام کی طرف سے جواب از قلم حضرت مخدوم الملتہ مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ پہنچا۔ کہ حضرت اقدس بہت خوش ہوئے اس مردانہ مقابلہ پر جو آپنے ایک دشمن حق سے کیا اس نے ہرگز ہرگز کوئی کتاب نہ حضرت اقدس کے پاس نہ مولوی صاحب کے پاس نہ میرے پاس نہ کسی اور کے پاس بھیجی (ملخص)

اس بحث کے نتیجہ میں حضرت حافظ صاحب مرحوم احمدی ہو گئے۔

سب سے پہلے سن ۱۹۰۱ء کے جلسہ پر میں قادیان آیا میرے ساتھ میر مہدی حسین صاحب اور شیخ غلام احمد صاحب واعظ بھی تھے۔ گاڑی میں ایک شخص بٹالہ کا تھا۔ جو راولپنڈی طرف ملازم تھا۔ اس نے بیان کیا۔ کہ قادیان کی ساری رونق مولوی نورالدین صاحب کے وجہ سے ہے۔ ان کی تقریر پتھر کو موم کر دیتی ہے۔ میں بھی ان کی تقریر چل کر سنوں گا

جب میں یہاں آیا۔ پہلے حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نماز عصر کا وقت قریب تھا۔ مسجد اقصیٰ میں حضور کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور درس سنا۔ شام کی نماز پڑھ کر ہم پہلے آ گئے۔ مسجد مبارک میں جماعت ہو رہی تھی۔ بلبل شیریں بیاں مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاوت دلپر محویت کی حالت طاری کرتی تھی۔ حضرت خلیفہ اول نے فرمایا کہ دو دن سے حضرت صاحب کے دیدار نہیں ہوئے۔ میں نے ملاقات کے لئے عرض کر بھیجا تو فرمایا کہ ہم بیمار ہیں۔ آج میں نے میاں محمود کو بھیجا ہے کہ حضور نورالدین مرتا ہے اس کو زیارت سے مشرف کیجئے میرے دلپر اس کا خاص اثر ہوا۔

دوسرے دن بعد نماز فرمایا مولوی صاحب کہاں ہیں۔ خلیفہ اول سہمے سہمے خدمت میں حاضر ہوئے نگاہیں نیچی تھیں۔ چپ چاپ حاضر خدمت تھے حضور علیہ السلام نے فرمایا مولوی صاحب یہ لوگ آئے ہوئے ہیں۔ ان کو کچھ سنائیں۔ اور حضور تشریف لیگئے۔ اور جب تک حضور علیہ السلام نظر آتے رہے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حضور کی طرف دیکھتے رہے۔ جب نظر سے اوجھل ہو گئے تو حضور نے وعظ شروع کیا۔ میں نے تقریر کو سن کر خیال کیا کہ اس سے بہتر اور کون تقریر کر سکتا ہے۔ لیکن جب دوسرے دن حضور علیہ السلام کی تقریر سنی تو وہ خیال جاتا رہا۔

میری موجودگی میں ایک اہم واقعہ شیخ عبدالحق صاحب بی۔ اے کے قبول اسلام کا ہے۔ شیخ صاحب پادری نیوٹن کے اثر سے عیسائی ہو گئے تھے۔ اور مشن کالج لاہور میں پڑھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب ان کی نظر سے گذری اور ان پر جادو کر گئی۔ خط و کتابت شروع کی حضور نے فرمایا کہ رخصت لے کر آ جاؤ۔ بھلا قادیان کا نام سنکر عیسائی کب رخصت دیتے تھے۔ آخر وہ استعفا دیکر چلے آئے

صبح کیوقت جب حضور علیہ السلام سیر کے لئے تشریف لے جانے کو تھے اور عشاق پروانہ وار سیڑھیوں کے گرد کھڑے تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے شیخ عبدالحق صاحب کو آگے کھڑا کیا۔ اور جب حضور علیہ السلام تشریف لائے تو ان کا تعارف کرایا۔ حضور علیہ السلام بہت خوش ہوئے۔ اور تقریر شروع کر دی۔ دو تین دن تک اسی طرح سلسلہ جاری رہا۔ آخر جمعہ میں شیخ صاحب مسلمان ہو گئے۔ اور ایک تقریر کی جس میں بیان کیا کہ میں نے اپنے دل میں تین سوال تجویز کئے تھے۔ کہ اگر مرزا صاحب میرے بغیر پوچھے ان کا جواب دے دینگے تو ان کو صادق مان لونگا۔ حضور نے چھٹتے ہی جو تقریر فرمائی میرے ان سوالوں کا جواب دے دیا۔ میری تسلی تو اسی دم ہو گئی تھی۔ لیکن میرا دل چاہتا تھا کہ ابھی اظہار نہ کروں تاکہ حضور کی پیاری تقریر دن کا مزہ چکھتا رہوں آخر مجھ سے حق چھپایا نہ گیا۔ اور آج اعلان کرتا ہوں۔

شیخ صاحب سنہ ۱۹۰۹ء میں گوجرانوالہ میں اے ڈی سی ہو کر بھی گئے تھے۔ اور مجھے محبت سے ملتے تھے معلوم نہیں اب کہاں ہیں زندہ ہیں یا نہیں۔

ایک اور واقعہ میرے مشاہدے میں آیا۔ کہ ایک نواب صاحب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے علاج کرانے آئے۔ مرض خطرناک تھی۔ حضور کے علاج سے مرض میں کچھ کمی ہو گئی۔ ایک دن میں خدمت میں بیٹھا تھا نواب صاحب کے دو ملازم آئے اور عرض کیا کہ نواب صاحب کے علاقہ میں وسیرائے آنے والے ہیں۔ اسلئے ان کا منشاء ہے کہ حضور کچھ دن کے لئے ان کے ساتھ تشریف لے چلیں

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

میں اپنی جان کا آپ مالک نہیں۔ میرا ایک آقا ہے اگر وہ بھیجدے تو مجھے کیا انکار ہے۔ پھر وہ ظہر کی نماز کیوقت مسجد مبارک میں جا بیٹھے۔ بعد نماز حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولوی صاحب سے یہ بات عرض کی تھی انھوں نے یہ فرمایا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر ہم مولوی صاحب کو آگ میں ڈبو دیں تو انکار نہیں کرینگے۔ لیکن ان کے وجود سے ہر روز سینکڑوں انسانوں کو فیض پہنچتا ہے۔ قرآن۔ حدیث۔ طب۔ مثنوی کے درس دیتے ہیں سینکڑوں بیماروں کا علاج کرتے ہیں۔ ایک دنیا دار کی خاطر ہم اسقدر فیض بند نہیں کر سکتے اگر جان کی ضرورت ہے تو یہاں علاج کرائیں

جب حضرت خلیفہ اول حسب معمول مسجد اقصیٰ میں درس دینے لگے تو فرمایا:۔

> " آج مجھے اسقدر خوشی ہے کہ مجھ سے
> بولا نہیں جاتا۔ میرا ایک آقا ہے
> میری ہر وقت یہ کوشش ہوتی ہے۔
> کہ مجھ سے خوش ہو جائے۔ آج میرے
> میرے لئے کسقدر خوشی کا مقام ہے
> کہ وہ میری نسبت ایسا خیال رکھتا ہے
> بس مجھے اور کیا چاہیئے "

نوٹ :۔ وہ نواب صاحب یہاں سے جاتے ہی مر گئے اور حضور علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

اسیطرح ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول رض نے فرمایا:۔

> دیکھو میں سارا دن بولتا رہتا ہوں اور تم فدا ہوتے رہتے ہو۔ لیکن ذرا کوئی کہدے کہ حضرت صاحب آ گئے پھر تم مجھے چھوڑ کر بھاگتے ہو۔ اور پوچھتے تک نہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے کشش ہوتی ہے "

(باقی دارد)

ننگِ صحافت "مشکلکشا"

ممالک غیر کی صحافت کا معیار بہت بلند ہے۔ وہ ملک کو نہایت مفید لٹریچر مہیا کرتے ہیں۔ اور ہر ایک خریدار محسوس کرتا ہے کہ میں جو قیمت ادا کرتا ہوں۔ مجھے اس سے زیادہ علمی فائدہ پہنچتا ہے۔ لیکن بدقسمت ہندوستان کی بدقسمتی میں کیا شک ہے کہ آئے دن یہاں ایسے اخبار ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ جو اپنے قارئین کے مذاق کو بگاڑتے ہیں۔ اور وہ ان کو سنسنی خیز اور جھوٹے واقعات پڑھنے کے عادی بنا کر ان کے مذاق کو پست کرتے ہیں۔ اور حقیقت میں یہ جرم **قمار بازوں۔ کوکین فروشوں** اور دیگر قسم کے زہریلے **مخدرات** فروشوں کے جرم سے بہت بڑھ کر ہے کیونکہ یہ لوگ انسانی اخلاق کو بگاڑتے ہیں اور معصوم اور سادہ لوح ذہنوں کو زہریلے اثرات سے تباہ کرتے ہیں۔ اس قسم کی صحافت کو اگر ہم ننگ صحافت کہیں تو بیشک حق بجانب ہوں گے۔

اسی قسم کا ایک اخبار قادیان سے "مشکلکشا" جاری ہوا ہے۔ میں نے گذشتہ نمبر میں اسکے متعلق تذکرہ کیا تھا الحکم کا یہ کام نہیں کہ اگر مشکلکشا گندگی اچھالے تو الحکم بھی اپنے ہاتھ بھرے۔ ہماری غرض تو پبلک کو آگاہی دینی ہے کہ ہمارے مخالفوں نے گندگی اچھالنے کے لئے ایک جدید ذریعہ پیدا کیا ہے۔

میں صاف اور واضح الفاظ میں کہدینا چاہتا ہوں کہ ہم کبھی بھی اس ننگ صحافت اخبار کے مقابل میں اس کھیل کو نہیں کھیلنگے۔ ہاں جب ضرورت ہوگی **جراثیم کش تیزاب** کے چند قطرے ڈالکر اس فضا کو صاف کرنے کی کوشش کرینگے۔

ہم نے پہلا ہی پرچہ دیکھ کر یہ تسلیم کر لیا تھا کہ اس اخبار کے ذریعے **فن سبابی** میں بڑی جدتیں پیدا کر لی گئی ہیں۔ اور یقیناً ہم اس امر میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکینگے۔ اس لئے ان کی جسقدر مرضی ہو وہ گالیوں کا مقابلہ کریں۔ کیونکہ ان کے پاس اس کے سوا کیا ہے۔ چونکہ گذشتہ نمبر میں ہم نے اعلان کیا تھا کہ مشکلکشا کی بدبو سے باوجود فنیائل وغیرہ استعمال کرتے ہوئے اس پر الحکم کی آئندہ اشاعت میں مفصل ریمارک لکھیں گے۔ اسلئے آج اپنے احباب سے اس اخبار کے متعلق اپنے وعدے کو پورا کر دیتے ہیں اس اخبار کے پہلے صفحہ پر ایک شعر لکھا ہے۔ جو الحکم کے اس شعر کو بگاڑ کر بنایا گیا ہے۔ جو یوں ہے ؎

چہ گویم با تو گر آئی چہ اندر قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مشکلکشا نے لکھا ہے ؎

چہ گویم با تو گر آئی چہ اندر قادیاں بینی
غضب بینی ستم بینی بلائے ناگہاں بینی

گذشتہ ۲۷ سال سے الحکم پر مندرجہ بالا شعر لکھا جاتا ہے۔ اور قادیان میں روحانی مریضوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دوا اور شفا اور امن کے سامان پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اور ان ہی معنوں میں قیامت تک قادیان دارالامان بنا رہے گا۔ مگر قادیان میں ایک حصہ ہے۔ جس کے ساکنین نے اپنے اعمال کے مرقع میں قادیان کو دیکھا۔ اور انھوں نے دیکھا کہ وہی زمین جسپر دنیا کے کونوں سے لوگ گناہ آلود زندگی سے بچنے کے لئے اور روحانی امراض سے نجات حاصل کرنے کے لئے پناہ گزیں ہوتے ہیں۔ ان کے لئے شعلہ بار ہے۔ اور ان کو معلوم ہوا کہ خدا کا غضب ان کو ایک دفعہ پھر پکڑنے کے لئے آ رہا ہے اسلئے ان کے منہ سے مناسب حال حق نکلا۔

انھوں نے قادیان کی شکل اس بزرگ کی طرح دیکھی جس نے بھوپال کے پل پر خدا کو جذامی انسان کی طرح دیکھا۔ اور جب پوچھا کہ تو کیا خدا ہے۔ تو خدا نے کہا کہ میں تو خدا ہی نہیں بلکہ انھوں نے مجھے ایسا سمجھ رکھا ہے۔ بس سچ تو یہ ہے کہ قادیان تو بالکل اسی شعر کی مصداق ہے۔ جو الحکم میں درج ہوتا ہے۔ مگر احراری اور ان کے ہمخیال ہندو اور سکھ اپنے اعمال کے شیشہ میں قادیان کو ایک مادر مہربان کی طرح نہیں۔ بلکہ غضبناک شیرنی کی طرح دیکھ رہے ہیں۔ وہ ان کی خواہش اور مرضی کے مطابق ایسا ہی ثابت ہو۔

مشکلکشا کی تعریف فانی صاحب کی قلم سے

ایک شاعر کرپال سنگھ فانی کے دماغ میں جوش عمری کا کیڑا کلبلایا تو مشکلکشا کی تعریف میں یوں زور مارا ؎

بہائے دم زدن میں سامری فن کے دفاتر سب
جہاں میں بن کے وہ سیل رواں مشکلکشا آیا

اسی شعر میں ایک لطیف نکتہ ہے۔ جو فانی صاحب نے بیان کیا ہے اور وہ **سامری فن** کے دفاتر کی تباہی کی طرف اشارہ ہے۔ جس کے لئے مشکلکشا سیل رواں بن آیا ہے۔ دنیا خوب جانتی ہے کہ **سامری کون تھا۔**

وہ بت پرست جو گائے کی پرستش کرتا تھا۔ فانی صاحب کہتے ہیں گائے کے پجاری سامری کی تباہی کے لئے مشکلکشا سیل رواں ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ شرمانند یہ پجاری گوسالہ پرست سامری ہے یا کوئی اور ــــ تو گویا فانی صاحب کے منہ سے یہ عجیب بدفال نکلی جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں ؎

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

یہ مشکلکشا کی قسمت کا فیصلہ ہے جو ان کے پریمی فانی جی کی زبان و قلم سے نکلا گیا ہے

مشکلکشا کا دوسرا صفحہ **وید امرت** سے شروع ہوتا ہے۔ اس افتتاحی مقالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ احرار کا یہ دعویٰ کہ وہ قرآن کریم کے سچے پیرو ہیں غلط ہے۔ بلکہ وہ ضد اور تعصب میں اسقدر اندھے ہو گئے ہیں کہ ان کو یہ بھی خیال نہ رہا کہ جس اخبار کی پشت پناہی کو وہ اپنے لئے باعث فخر خیال کرتے ہیں ....

....

.... اور احمدیت کے مقابلے میں جس سے ساز باز کرتے ہیں وہ کون ہے اور کیا پیش کر رہا ہے۔

صفحہ تین پر ایڈیٹوریل نوٹ میں انھوں نے لکھا ہے کہ اس اخبار کا اجراء اس لئے کیا گیا ہے کہ احمدیوں کے جھوٹ کا اظہار کیا جائے اور ثابت کیا جائے کہ قادیان کے ہندوؤں اور سکھوں اور مسلمانوں پر جو مظالم کئے جاتے ہیں ان کا راز فاش کیا جائے۔ نیز اس غرض کے لئے **ایک ڈیفنس کمیٹی بنائی گئی ہے۔**

ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ ڈیفنس کمیٹی ایک ڈھونگ ہے حکومت اور پبلک کو دھوکہ دینے کے لئے۔

ورنہ اس میں سوائے چند شورش پسند لوگوں کے قادیان کا کوئی شریف آدمی شامل نہیں ہے اگر ڈیفنس کمیٹی سمجھتی ہے کہ قادیان کے تمام معزز ہندو اور سکھ ان کے ساتھ شامل ہیں تو ہم ان سے کہیں گے کہ آپ اپنی کمیٹی کے

ممبروں کی مکمل فہرست شائع کریں

تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ واقعی معزز ہندو اور معزز سکھ تمہارے ساتھ شامل ہیں۔ اور اگر یہ مکمل فہرست شائع نہ کی گئی تو ہر ایک انسان کو بآسانی سمجھ لینا چاہیے کہ ڈیفنس کمیٹی کی کیا حقیقت ہے؟ یہ صرف ایک ڈھونگ ہے اور بس

اخبار کیا ہے

یہ اخبار کیا ہے جھوٹ کا ایک طومار ہے۔ حضرت اقدس کی ذات پر جو حملے کئے ہیں۔ ان حملوں کا جواب ہم سوائے اس کے کچھ دینا نہیں چاہتے

لعنت اللہ علے الکاذبین

ان کے سوا بھی جس قدر جھوٹ لکھے ہیں ہم ان سب کا تذکرہ نہیں کر سکتے۔ مگر چند ایک کا ذکر کرتے ہیں جماعت احمدیہ پر الزام لگایا ہے کہ "جماعت احمدیہ نے ایک شیر خوار بچے پر پابندیاں عائد کر رکھی ہیں" اور اس کی ماں سے جدا کر رکھا ہے" یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے۔ جس کی کوئی مثال نہیں ملتی جب صحیح واقعات پبلک میں آئینگے تو دنیا کو معلوم ہوگا کہ ایک احمدی گھرانے نے کسطرح ایک شریف خاندان کو موت کے منہ سے بچا لیا۔ جس کا نام ان عقل کے اندھوں نے دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے "شیر خوار بچوں پر پابندیاں" رکھا ہے۔

کسی بدکار عورت کو احمدیت میں سہارا نہیں مل سکتا

مشکلکشا نے ایک بدکار عورت کا تذکرہ شائع کیا ہے جسے "العنت" کہتے تھے۔ اور وہ اپنی بدچلنی کی وجہ سے آریہ سماج کی پناہ میں آ گئی۔ چونکہ سکھوں کی قوم بھی ایک بہادر اور شریف قوم ہے۔ اسلئے جب وہ امرت سر سکھ ہونے کے لئے گئی۔ تو انھوں نے اسے سکھ بنانے سے انکار کر دیا۔ مگر آریہ سماج کے دروازے اس قسم کی عورتوں کے لئے ہر وقت کھلے رہتے ہیں چنانچہ اسے بآسانی پریم کور بنا لیا گیا

ایڈیٹر مشکلکشا جوشنا یہ مسلمان ہونیکا

زلزلہ کوئٹہ کے حالات اور جماعت احمدیہ کا فرض

قادیان ۱۱ جون۔ کل بعد نماز عشاء زیر صدارت جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں بابو احمد جان صاحب امیر جماعت کوئٹہ نے جو حال ہی میں کوئٹہ سے معہ اہل و عیال بخیریت پہنچے ہیں۔ زلزلہ کی وجہ سے رونما ہونیوالی تباہی کے چشم دید نہایت ہی دردناک حالات سنائے۔ اور بتایا کہ خدا تعالیٰ کا قہر کیسے غضبناک رنگ میں نازل ہوا۔ اور کس طرح قیامت کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔ باوجود سخت گرمی کے بہت بڑا مجمع موجود تھا۔ آخر میں آپنے احمدی احباب کو اس فرض کی طرف توجہ دلائی جو موجودہ حالات میں ان پر عائد ہوتا ہے۔ اور تبلیغ احمدیت پر خاص طور پر زور دینے کی استدعا کی

آخر میں جناب صدر نے قرآن کریم اور انجیل کی پیشگوئیوں کی بناء پر ثابت کیا کہ اس کثرت سے اور اس شدت کے ساتھ زلزلوں کا آنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی علامت ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار ساری دنیا کو اور خاص کر ہندوستان کو بہت عرصہ قبل بتا دیا تھا کہ اگر انھوں نے اپنے اندر تبدیلی نہ پیدا کی۔ تو سخت تباہی کا منہ دیکھیں گے۔ چنانچہ وہ وقت آگیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہر ایک احمدی پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچا کر جسقدر زیادہ سے زیادہ مخلوق خدا کو آنے والی ہلاکتوں سے بچانے کی کوشش کر سکے کرے۔ آخر میں آپنے اعلان فرمایا کہ ایک تبلیغی ٹریکٹ چھپوایا گیا ہے۔ احباب عمدگی کے ساتھ تقسیم کرنے کی کوشش کریں (الفضل)

حضرت مفتی صاحب کیلئے درخواست دعاء

حضرت مفتی محمد صادق صاحب قبلہ کی شخصیت کوئی معمولی شخصیت نہیں احباب کو اس کا بخوبی علم ہے۔ حضرت مفتی صاحب ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ ابھی تک سوزش پیشاب سے صاحب فراش ہیں نہ دفتر جا سکتے ہیں اور نہ مسجد۔ سوزش کبھی بڑھ جاتی ہے۔ اور کبھی کم ہو جاتی ہے

احباب ایسے مبارک وجود کی صحت کے لئے پورے اہتمام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد شفا کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین۔

دار الامان میں

گھروں میں بجلی لگوانے کے متعلق ضروری اعلان

دار الامان میں انشاء اللہ تعالیٰ بجلی کے کنکشن غالباً دو ماہ تک جاری ہو جائینگے۔ اسلئے جو احباب اس نعمت سے متمتع ہونیکا عزم رکھتے ہوں۔ ان کو چاہیئے کہ اس عرصہ کے اندر اندر اپنے مکانوں میں بجلی کی تاریں لگوالیں۔ صدر انجمن احمدیہ نے سلسلہ کی مملوکہ عمارتوں میں ایسے تاروں کے لگانے کا انتظام مختلف ٹنڈروں پر غور کرنے کے بعد شیخ مظفر الدین صاحب مالک امپریل الیکٹرک سٹور پشاور کے سپرد فرمایا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس فرم کی ایک شاخ جہاں سے ہر قسم کا مطلوبہ سامان متعلقہ بجلی مہیا ہو سکے گا۔ قادیان دار الامان اس ماہ کی ۱۵ تاریخ تک کھل جائے گی۔ اور کام باقاعدہ شروع ہو جائیگا اسلئے جن دوستوں کو فرم مذکور کی خدمات کی ضرورت ہو۔ وہ خواہ پشاور یا قادیان برانچ میں استفسار کر کے بعد از اطمینان اپنے گھر میں بجلی لگانیکا کام تفویض فرما سکتے ہیں۔ جو احباب فرم مذکور بتوسط نظارت امور عامہ اپنے مکان میں بجلی کی تاریں لگوائیں گے۔ وہ مفصلہ ذیل رعایات سے مستفیض ہونگے

(۱) فرم مذکور ایک سال تک اپنی کی ہوئی وائرنگ کی سروس (service) بغیر کسی معاوضہ کے دیگی

(۲) اگر کسی قسم کی کوئی چیز خلاف معاہدہ لگائی ہوئی پائی جائے گی تو اس کو اصل چیز کے ساتھ بدلنے کی ہر وقت ذمہ دار ہوگی

(۳) فرم مذکور کا کیا ہوا کام ان شرائط و ہدایات کے عین مطابق ہوگا جو نظارت امور عامہ نے نہایت محنت سے مرتب کرا کر معاہدہ میں داخل کی ہیں

(۴) جو صاحب کام کے لئے آرڈر دینگے ان کو

25 % تخمینہ شدہ رقم درخواست کے ہمراہ
65 % ان کے گھر کی وائرنگ مکمل ہونے پر
10 % تین ماہ بعد از تکمیل وائرنگ ادا کرنا ہوگا

نظارت امور عامہ توقع رکھتی ہے کہ احباب اس تسلی بخش انتظام سے جو کہ ہر ایک قسم کے دھوکہ اور تکلیف سے بچنے کیلئے کیا گیا ہے۔ پورا پورا فائدہ اٹھائینگے۔

اگر کوئی احمدی دوست جو وائرنگ کا کام بخوبی جانتے ہوں اور فرم مذکور میں ملازمت کرنا چاہیں۔ تو وہ اپنی درخواست معہ سندات دفتر نظارت امور عامہ میں جلد ارسال فرمائیں

فرزند علی ناظر امور عامہ

دعویٰ کرتا ہے۔ اسپر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اس کی خوشی کسی سبب سے ہو مگر ہم تو خوش ہیں کہ

حق بحقدار رسید

عجیب انکشاف

مشکلکشا میں لکھا ہے۔ کہ چوک کے قریب والی مسجد میں مرزائیوں کو نماز پڑھتے دیکھا۔ مشکلکشا کے خداوندان نعمت تو کہتے ہیں کہ احمدی مسلمان ہی نہیں ہیں مگر مشکلکشا کے نامہ نگار نے عجیب انکشاف کیا کہ احمدی نماز بھی پڑھتے ہیں اور مساجد بھی بناتے ہیں العجب ثم العجب

پھر مسجد کی بے حرمتی کا الزام لگایا ہے اسکا جواب اسقدر کافی ہے

ماں نالوں ہیجلی پھپھے کٹنی

ربوبیت اور نبوت پر مضحکہ

افسوس یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اس کا ایڈیٹر مسلمان ہے۔ سید احمد نور صاحب کابلی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا "ان کو بہت عجلت میں آنا پڑا۔ جس کی وجہ سے اپنی ناک گھر میں بھول آئے" ہم تو احمد نور صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ مگر نبوت کے ذکر کو اس قسم کے استہزاء سے پیش کرنا ایسے ہی لوگوں کا کام ہے جو مادر پدر آزاد ہوں۔ اسی پر بس نہ کرتے ہوئے مسٹر کرنچ لال کے متعلق لکھ دیا کہ اب یہاں ایک رب پیدا ہو گیا ہے۔ یہ بھی ایک قسم کا تمسخر ہے۔ اور جو لوگ خدا اور نبوت کے مفہوم سے استہزاء کریں ان کے متعلق کیا کہا جائے۔ افسوس کہ احمد نور صاحب کے ناک کا الزام تو دے دیا۔ مگر مشکلکشا کے سرپرست مسٹر مانند برہمچاری کو اپنی ٹانگ یاد نہ رہی کہ باوجودیکہ وہ خدا بنکر آئے مگر اپنی ٹانگ کی درستی نہ کر سکے۔ حکومت نے تین سو روپیہ کی ضمانت طلب کی تو اس کی چیخ و پکار سے ابتک آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے ایک شخص سے ایک زمین پر جھگڑا ہو گیا وہ نظارہ بھی قابل دید تھا کہ یہ جھوٹے رب صاحب مجسٹریٹ سے درخواستیں کر رہے تھے کہ اس نے ہمکو مار دینا۔ اب ہر پرچہ میں اس شخص کا شکوہ دیا جاتا ہے۔

اعتراض

اس قسم کی بیہودگیوں کا مجموعہ یہ "مشکلکشا" ہے۔ اب جدید نمبر میں لکھا ہے کہ احمدی ہماری عورتوں پر جبکہ وہ تقضائے حاجت کو جاتی ہیں تو انپر بیٹری کی روشنیاں ڈالتے ہیں

ہم قادیان کے شریف ہندوؤں اور سکھوں کو مشورہ دیں گے کہ وہ اپنی مستورات کی عزت خود کریں۔ اور اس قسم کی جھوٹی خبریں بنا کر توہین کرنے والوں کے قلم کو روک دیں۔ ورنہ یہ وہ کھیل ہے جو اگر کھیلا گیا تو بہت مشکلات پیدا کر دے گا

اور

برہمچاری جی سے ہم اس قدر کہتے ہیں کہ شیشے کے محل میں بیٹھ کر پتھر نہ ماریں۔ اس سے اپنے کو چوٹ آنے کا اندیشہ ہے۔

بقایادار الحکم کا بقایا صاف کریں

(منیجر اخبار الحکم)

وصایا

نمبر ۳۳۴

مسماۃ بیگم صاحبہ زوجہ فرمان علی قوم شیخ عمر ۵۵ سال

تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن قادیان محلہ دارالرحمت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۵/۵/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری متروکہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مبلغ دو سو روپیہ نقد جو خاوند کو قرض دیا ہوا ہے۔ حق مہر مبلغ عسہ جو بصورت زیور خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ متفرق زیور ہسہ روپیہ کل جائیداد -/۲۷۰ روپیہ کی ہے اگر کوئی رقم میں اپنی زندگی میں بطور جائیداد داخل کردوں گی۔ تو وہ وصیت سے منہا کیا جاوے گا۔

۱۵/۵/۲۹

العبد بیگم بی بی زوجہ فرمان علی سکنہ قادیان محلہ دارالرحمت نشان انگوٹھا۔

گواہ شد فرمان علی ولد پیر بخش قوم شیخ سکنہ قادیان خاوند موصیہ

گواہ شد محمود احمد ہیڈ کلرک محل قادیان ۱۵/۵/۲۹

نمبر ۳۳۲

مسماۃ عائشہ بیگم زوجہ غلام محمد خان قوم بھٹی۔ عمر ۲۸ سال

تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن دوالمیال ڈاکخانہ خاص تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۵/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ جو وصول کرکے استعمال کرچکی ہوں مبلغ دو صد روپیہ کا زیور موجود ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کا جو مبلغ -/۲۰ روپیہ ہوتے ہیں صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں داخل کردیتے ہیں

رسید ۳۴۹۰ مورخہ ۶/۵/۲۹

العبد عائشہ بی زوجہ غلام محمد خان سکنہ دوالمیال نشان انگوٹھہ خال چک ۲۹/۱۰۱ ڈاک خانہ [illegible] آباد ریاست بہاولپور

گواہ شد۔ جمعدار محمد خان سلیمان کی ہیڈ ورکس

گواہ شد عبدالقادر ہیڈ ورکس سلیمانکی

نمبر ۳۳۱

مسماۃ رشیم بی بی زوجہ مستری اللہ دتہ قوم لوہار عمر ۵۰ سال

تاریخ بیعت ۱۹۱۵ء ساکن دھاریوال بوجہ ڈاک خانہ ڈیریوالہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۳/۵/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حق مہر مبلغ عسہ روپیہ جو میں اپنے خاوند سے وصول کرچکی ہوں۔ اور ایک زیور قیمتی اندازاً عہ روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ نقد عہ یعنی کل رقم ایک صد دو روپے ہے میں وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد جو کچھ جائداد ثابت ہو سکے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اپنی موجودہ جائداد کی قیمت کا اندازہ کرکے اس کا حصہ وصیت مبلغ عہ روپیہ چار آنے صرف نقد ادا کردیا ہے

العبد مسماۃ رشیم بی بی نشان انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ مستری اللہ دتہ خاوند موصیہ نشان انگوٹھا

گواہ شد:۔ محمد یعقوب خان احمدی کارکن نور ہسپتال کاتب الحروف ۱۳/۵/۲۹

نمبر ۳۳۰

مسماۃ مبارکہ مسعودہ بنت ملک حبیب احمد صاحب زوجہ چودھری عطاء اللہ صاحب مولوی فاضل قوم ککے زئی عمر ۱۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۷/۵/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اسوقت زیور قیمتی چار صد روپیہ اور اس کے علاوہ چار صد روپیہ حق مہر جو تا حال وصول نہیں ہوا۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی

العبد:۔ مبارکہ مسعودہ۔

گواہ شد:۔ راقم عطاء اللہ محلہ دارالفضل قادیان ۷/۵/۲۹

گواہ شد:۔ چودھری اللہ بخش محلہ دارالفضل قادیان

[illegible] خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی

نمبر ۳۲۵

مسماۃ سرداراں زوجہ حکیم نیاز محمد صاحب قوم ڈاول

ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۶/۵/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد اسوقت ۸ مرلہ مقبوضہ زمین ہے، دو صد روپیہ کی خرید ہے اور کوئی میری جائداد نہیں ہے۔ اس میری جائیداد کی میرے فوت ہو جانے کے بعد ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر کوئی جائیداد یا نقد روپیہ اس مد میں داخل کروں تو وہ میری رقم وصیت سے منہا کردیا جاوے۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

مذکورہ بالا زمین میرے خاوند نے مجھے حق مہر میں دی ہے۔ جو کہ اڑھائی سو روپیہ ہے۔ اور زیور اسوقت میرے پاس کوئی نہیں۔ اسوقت میری وصیت کی رقم -/۲۵ روپیہ ہے جو انشاء اللہ باقساط ادا کردیجائیگی۔

العبد سرداراں بی بی نشان انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ حکیم جہانگیر بقلم خود معرفت نذیر احمد دکاندار بر مکان ملک الطاف خان مرحوم متصل مسجد دارالفضل قادیان دارالامان

گواہ شد:۔ حکیم نیاز محمد بقلم خود معرفت نذیر احمد دکاندار۔ از مکان ملک الطاف حسین صاحب مرحوم متصل مسجد دارالفضل قادیان

قومی تجارت کو فروغ
دینے کے لئے
THE STAR HOSIERY WORKS. LTD. QADIAN
دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ کے حصص خرید فرمائیں قیمت فی حصہ دس روپیہ ہے جو مندرجہ ذیل طریق پر قابل ادا ہیں:۔
درخواست کے ہمراہ ...... مبلغ دو روپیہ فی حصہ
تخصیص حصص ...... مبلغ تین روپیہ فی حصہ
مطالبہ اول:۔ مبلغ دو روپے آٹھ آنے
مطالبہ ثانی:۔ مبلغ دو روپے آٹھ آنے
ان ہر دو مطالبوں میں کم از کم تین ماہ کا وقفہ ہوگا
مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے دفتر سے خط و کتابت فرمائیں
خادم:۔ جنرل منیجر دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)